© rasailojaraid.com

۱۹۴۴ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا اسم گرامی علی محمد ہے۔ قاری صاحب نے مڈل تک سکول کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد دینی تعلیم کی طرف راغب ہوئے۔ قرآن مجید ناظرہ اور ترجمہ مولانا غلام محمد سے پڑھا جو رشتے میں آپ کے نانا تھے۔ دارالحدیث محمدیہ حافظ آباد سے ابتدائی دینی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ یہاں چند پارے حفظ کرنے کے بعد جامعہ سلفیہ فیصل آباد آ گئے اور یہیں پر مکمل قران مجید حفظ کیا۔ شیخ المحدثین حافظ محمد گوندلویؒ جو جماعت اہلحدیث کے بہت بڑے عالم دین تھے انہوں نے قاری صاحب سے قران مجید کی آخری سورتیں سنیں اور خصوصی نیک دعاؤں سے نوازا۔ قاری سیف اللہ مرحوم نے حفظ قرآن کے بعد تجوید و قرأت میں مہارت حاصل کرنے کیلئے مدرسہ تجوید القرآن والحدیث چینیاں والی لاہور میں داخلہ لیا اور دو سال میں مکمل کورس پڑھ کر تجوید وقرآت کی سند حاصل کی۔ اب ان کے دل میں مزید دینی علوم پڑھنے کا داعیہ ابھرا، وہ پاپیادہ تعلیم وتعلم کی شاہراہ پر چل نکلے، صرف ونحو کی تعلیم کیلئے مولانا در محمد ایرانی کے آگے زانوائے تلمذ طے کیے۔ حدیث کا درس جامعہ اہلحدیث لاہور سے لیا اور سند فراغت حاصل کی۔ انہوں نے جن جلیل القدر اور عالی مقام اساتذہ سے استفادہ کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا محمد رفیق مدنپوری، حافظ عبدالغفور وزیر آبادی، حافظ عبدالرحمٰن طاہر امرتسری، حافظ عبداللطیف شجاع آبادی، مولانا عبدالحق فیروز آبادی، قاری اظہار احمد تھانوی، مولانا در محمد ایرانی، حافظ اسماعیل اسد، مولانا اللہ دتہ جگانوالہ۔ اللہ تعالیٰ مرحومین علماء کو جنت میں ارفع مقام سے نوازے اور موجودین پر اپنا فضل فرمائے آمین۔

قاری سیف اللہ مرحوم نے دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد درس وتدریس کو اپنایا۔ اس سلسلے میں آپ پاکستان کے مختلف شہروں بغرض تدریس فیصل آباد، سمندری مظفر آباد، کراچی، راولپنڈی، ہزارہ، جہلم اور سیال کوٹ میں قیام پذیر رہے۔ پھر انہوں نے ذاتی کوشش سے اپنے آبائی گاؤں جگاں والا میں جامعہ تبلیغ القرآن والحدیث کے نام سے قرآن مجید کی تعلیم کا ایک اچھا مدرسہ قائم کیا جس میں دور دراز کے مختلف علاقوں کے بے شمار بچوں نے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ حضرت قاری صاحب عرصہ تیس سال تک بچوں کو قرآنی تعلیم اور تجوید وقرآن پڑھانے کا فریضہ ادا کرتے رہے۔

ان کے چند قابل قدر شاگرد یہ ہیں۔ حافظ مطیع الرحمٰن آزاد کشمیر، حافظ عبدالسلام بنگالی، قاری روح الامین بنگالی فاضل مدینہ یونیورسٹی، مولانا محمد صدیق مدنپوری، قاری عبدالرحمٰن ملتستانی،

قاری صاحب میں جو بہت سے اوصاف پائے جاتے تھے ان میں ایک خوبی یہ بھی تھی کہ کثیر المطالعہ عالم تھے اور کتابیں پڑھنے کے ساتھ جمع کرنے کے بھی نہایت شوقین تھے۔ کتاب دوستی اور کتابیں جمع کرنا یہ ایک ایسا روگ ہے جسے لگ جائے پھر عمر بھر پیچھا نہیں چھوڑتا۔ میرے ایک مخلص دوست ہیں علی ارشد چوہدری، فیصل آباد کے علاقے اقصیٰ ٹاؤن میں رہائش پذیر ہیں بیت الکتب کے نام سے انہوں نے لائبریری قائم کر رکھی ہے۔ آج سے 26 سال پہلے انہیں مولانا صادق سیالکوٹی مرحوم کی صلوٰۃ الرسول پڑھ کر کتابیں جمع کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ جس نے آگے چل کر جنون کی حالت پیدا کر دی۔ آج علی ارشد صاحب کے پاس نادرونایاب کتابوں پر مشتمل تیس ہزار سے اوپر کا ذخیرہ موجود ہے اسی طرح میرے ایک بزرگ دوست منصور محمد صاحب ہیں جو کہ عبدالغفور المعروف غازی محمود حرم پال کے صاحبزادہ گرامی قدر ہیں۔ عرصہ بچپن سے کتابوں کے روگ میں مبتلا ہیں ان کے گھر کا ہر کمرہ کتابوں کی الماریوں سے مزین ہے۔ ہمارے قاری سیف اللہ مرحوم بھی کتابیں پڑھنے اور جمع کرنے کا بے پناہ ذوق رکھتے تھے۔ انہوں نے جہد مسلسل سے ہزاروں کتب جمع کیں ان کا کتب خانہ اس لئے بھی انفرادیت رکھتا ہے کہ اس میں برصغیر پاک وہند کے تمام فرقوں کی مثبت ومنفی نادر کتب موجود ہیں۔ قاری صاحب نے اپنے علاقے میں فرقہ باطلہ کے رد میں بڑا کام کیا۔ آپ کی تبلیغی کوششوں سے بہت سے لوگ مرزائی اور شیعہ مذہب سے تائب ہو کر مسلک اہلحدیث پر عمل پیرا ہوئے۔

قاری صاحب کی خدمات گوناگوں کا دائرہ بہت وسیع ہے وہ تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے سلسلے میں بھی سرگرم عمل رہے اس کے علاوہ انہوں نے مرزائیوں، شیعوں، مقلدین، پرویزیوں اور منکرین حدیث کے ساتھ کامیاب مناظرے کئے اور سرخرو رہے۔ تحریر و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تصنیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے۔انہوں نے دو کتابیں مرزائیت کے اصل عقائد اور رائے ونڈی تبلیغی ٹولہ کے عقائد واعمال لکھ کر شائع کیں۔

بلا شبہ قاری سیف اللہ صاحب نے اپنے علاقے کے جید عالم نامور محقق اور اچھے خطیب تھے، انہوں نے اپنی ہمت اور بساط کے مطابق دین کا کام کیا۔وہ بلند اخلاق، عالی کردار عالم تھے، علم کے خادم اور علماء کے قدر دان تھے، بڑوں کا احترام اور چھوٹوں سے محبت سے پیش آتے تھے، تصنع اور تکلف سے انہیں نفرت تھی، سادہ لباس پہنتے اور سادہ زندگی بسر کرتے تھے، ان کا اصل مشن کتاب وسنت کی تبلیغ اور درس وتدریس تھا جس میں وہ تمام عمر مشغول رہے۔عملیات کے وہ ماہر تھے، کتاب وسنت سے سینکڑوں وظائف انہیں ازبر تھے، ہروقت وہ ان سے زبان کو تر رکھتے تھے، عذوبت لسان ان کا شیوا تھا ہر ایک سے میٹھی زبان میں گفتگو کرتے، ان کے حلقہ احباب میں سینکڑوں لوگ شامل تھے، میرے وہ بہت ہی مہربان تھے جیسا کہ گذشتہ سطور میں بیان کیا گیا۔19 اپریل کو وہ فیصل آباد تشریف لائے نماز عصر کے بعد مکتبہ دار ارقم امین پور بازار میں ان کی تشریف آوری ہوئی۔میں انہیں دیکھ کر فرط عقیدت میں اٹھا اور ان کی خدمت میں سلام پیش کیا انہوں نے کمال شفقت سے معانقہ و مصافحہ کیا اور مولانا اشرف جاوید صاحب کے متعلق پوچھا اس کے بعد وہ تھوڑی دیر بعد آنے کا کہہ کر چلے گئے۔نماز مغرب سے کچھ پہلے تشریف لائے اور کہنے لگے۔''ولیو ساڈھے مطلب دا کوئی سودا ہے اے'' میں نے ملک عبدالرشید عراقی کی نئی تالیف کاروان حدیث پیش کی جسے انہوں نے خرید لیا اسکے بعد معانقہ ومصافحہ کیا اور آئندہ ملاقات کا وعدہ کرکے چلے گئے یہ میری ان سے آخری ملاقات تھی اب ان سے اس دنیا میں کبھی ملاقات نہ ہوگی۔

23 اپریل کو پونے بارہ بجے جامعہ سلفیہ سے مولانا اشرف جاوید صاحب نے فون پر بتایا کہ صبح قاری سیف اللہ صاحب فوت ہوگئے ہیں اس خبر کو دو تین بار دہرا کر پوچھا تب یقین آیا۔ یقین جانیئے اس موت کا جو صدمہ ہوا وہ دل ہی جانتا ہے۔قاری صاحب حضرت مولانا عطاء اللہ حنیفؒ کے داماد تھے، ان کی موت ان کے خاندان اور احباب کیلئے بہت بڑے صدمے کا باعث ہے۔ہم عجز وانکساری سے اللہ کے حضور دعا گو ہیں کہ وہ مرحوم کو جنت میں بلند تر مقام عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے آمین۔

حدیث نبویؐ

لایومن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به:

ترجمہ:
تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنی تمام تر خواہشات کو اس چیز کے طابع نہ کردے جو میں لے کے آیا ہوں۔

القرآن

ان الله وملئكته يصلون على النبى يا يها الذين آمنوا صلوا عليه وسلمو ا تسليما.

درود پڑھیے ،ضرور پڑھیے ،مگر مسنون پڑھیے

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد . اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد.

بقیہ تبصرہ کتب

اللہ بھلا کرے سید شفیق الرحمن صاحب کا کہ انہوں نے دل میں کسک محسوس کرتے ہوئے اخلاص سے اس اہم موضوع کی طرف توجہ کی۔ زیر تبصرہ کتاب میں انہوں نے درد دل سے سنجیدہ پیرائے میں اکابر علمائے کرام کی تحریروں اور فتاویٰ سے جمہوری نظام کی نکیر کی ہے اور اسلام کی شورائی نظام کے حق میں دلائل دیئے ہیں۔انہوں نے جو کچھ بھی لکھا ہے خلوص کے ساتھ لکھا ہے۔ اپنے موضوع پر یہ ایک عمدہ کتاب ہے۔اصل میں یہ کتاب غازی اسلام رانا محمد شفیق خاں پسروری صاحب کی تالیف اسلام اور جمہوریت کے جواب میں ہے۔اور اس کتاب کی اکثر عبارات کو من و عن ڈاکٹر صاحب نے اسلام اور جمہوریت سے اخذ کیا ہے۔دونوں کتب میں دلائل و براہین کی بھر مار ہے قارئین ان کے مطالعہ سے اسلام اور جمہوریت کی حقیقت سمجھ سکتے ہیں۔

بقیہ ۱۲ ربیع الاول

کیا یہ دوست اپنی ان خرافات کو پیش کرکے کسی غیر مسلم کو اسلام کی دعوت دے سکتے ہیں ہرگز نہیں۔کیونکہ ان دوستوں کے یہ کام سراسر اسلامی تعلیم کے منافی ہیں کہ جن کے سبب کسی غیر کو متاثر نہیں کیا جاسکتا۔چنانچہ یاران تیز گام سے فقط اتنا ہی عرض کروں گا کہ خدا را حقیقت حال کو سمجھیں اور جوش عقیدت میں خود ساختہ بدعات وخرافات سے اجتناب کریں اب اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

اے دوست لب کشائی کو موقع نہ دے مجھے
افسانہ میرے دل کا بڑا درد ناک ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابو جعفر المنصور عباسی

عبدالرشید عراقی

خلیفہ ابو جعفر المنصور عباسی سلاطین کا جد امجد اور ان کی سلطنت کا بانی تھا۔ وہ عرب سیاستدانوں میں نمایاں حیثیت کا حامل تھا منصور بڑا زبردست عالم، مدبر، دوراندیش، عقل مند، خطیب، بارعب، شجاع، دانشور، صاحب الرائے ارادے کا پکا، سیاستدان اور بیدار مغز انسان تھا اور اسلامی تاریخ کی ایسی عظیم شخصیت تھا کہ جس نے عربوں کے تمدن کا ایسا محل تعمیر کیا جو عرصہ دراز تک اہل عالم کا مرکز بنا رہا۔

مورخین نے اس کے فہم وتدبر، اور اس کی شجاعت و بہادری اور عقل و دانش کا اعتراف کیا ہے طبری اس کے بارے میں اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ: منصور زبردست ادیب اور خطیب تھا اور ان لوگوں کا پیشرو تھا۔ جو فی البدیہہ گفتگو کر کے اپنا مقصد فوراً حاصل کر لیتے تھے۔

مؤرخ مسعودی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: منصور بہت دور اندیش، عقل مند اور زبردست سیاستدان تھا۔ وہ ہمارے لئے ناقابل بیان ہے (مروج الذہب ج ۳ ص ۲۳۲)

خلیفہ ابو جعفر منصور کا شمار ان سلاطین میں ہوتا ہے جو اپنی دوراندیشی، سیاست، اور جاہ وجلال میں منفرد حیثیت کے حامل تھے وہ مذہبی افکار کی سختی سے پابندی کرتا تھا۔ اور علم وفضل کے اعتبار سے بھی ممتاز حیثیت کا حامل تھا۔ نماز روزہ کا سخت پابند تھا اور علم فقہ پر اس کو مکمل عبور حاصل تھا (فوات الوفیات ابن شاکر ج ۱ ص ۴۸۷)

ہمت وشجاعت اور فہم و تدبر میں بھی اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور اس کی شخصیت کا نمایاں پہلو اس کی دوراندیشی، فہم و تدبر، اور عدل وانصاف ہے اور اس نے اپنی تمام زندگی عدل وانصاف کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔

> منصور اپنے عہد خلافت میں بارہا یہ تاکید کیا کرتا تھا کہ میری انتہائی تمنا یہ ہے کہ میں ایک چبوترے پر بیٹھا رہوں اور میرے چاروں طرف طالبان حدیث بیٹھے ہوئے ہوں جنہیں میں خود بھی احادیث لکھوایا کروں اور وہ مجھے بھی احادیث لکھوایا کریں

وہ اپنی سلطنت میں قاضیوں کا انتخاب خود کرتا تھا۔ چونکہ وہ خود صاحب علم وفضل تھا اس لیے وہ ایسے قاضیوں کا انتخاب کرتا تھا جو اس کے اہل ہوتے تھے۔

عقل و دانش، فہم وفراست اور تدبر میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔

مورخین نے اس کی عقل و دانش اور سیاست اور فہم وفراست کی تعریف کی ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ مشہور ادیب اور مفکر الجاحظ جو اس کے زمانے میں موجود تھا اس کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

منصور نہایت ہی دانشمند سیاست دان تھا اور اس کی رائے ہمیشہ صائب اور درست ہوتی تھی۔ (تاریخ الخلفا ص ۲۶۸)

علامہ سیوطی نے اس کی عقل و دانش اور فہم وفراست میں بلند پایہ ہونے کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ:

ایک شخص اس کی بہت بدخوئی کرتا تھا جب اس کا اس کو علم ہوا تو اس شخص کو بلا کر سزا دینے کا فیصلہ کیا اس شخص نے کہا کہ اے امیر المومنین انتقام لینا انصاف کا اصول ہے مگر درگزر کرنے میں بہت بڑی فضیلت ہے لہٰذا میں یہ نہیں پسند کرتا ہوں کہ آپ گھٹیا درجے پر قناعت کریں۔ اور اعلیٰ مقام حاصل نہ کریں منصور کو اس کی عقل مندی کی یہ بات بہت پسند آئی اور اس شخص کو معاف کر دیا۔ (ایضاً ص ۲۶۴)

خلیفہ منصور میں ایک وصف یہ بھی بدرجہ اتم پایا جاتا تھا کہ وہ سخت جواب پر بھی درگزر کر جاتا تھا۔ علامہ جلال الدین سیوطی

© rasailojaraid.com